روبینہ تبسم
اسکالر پی ایچ ڈی اُردو، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد۔
آفاق خالد

سید محمد حسینی گیسو درازؒ بندہ نواز کے ملفوظاتِ سلوک: تحقیق و مطالعہ

Rubina Tabbsum
Scolar Ph.D Urdu, Department of Urdu, NUML, Islamabad.
Afaq Khalid

Syed Mohammad Hussaini Geso Daraz Banda Nawaz's Secrets of behavior: Research and Study

Sufis and preachers have played a vital role in the promotion of Urdu in Dakkan. Khawaja Gaisu Daraz Banda Nawaz was one of those personalities who contributed to the development of Urdu language. His spiritual poetry is a literary masterpiece and a fine specimen of classical Urdu. According to the modern researchers, his contribution to religious journals has not been proven to be true but his knowledge and prowess of Urdu can never be denied. His preachings and sayings indicate a mastery in Urdu and Persian languages.

Key Words: *Sufis, Vital Role, Urdu, Dakkan, Khawaja Gaisu Daraz Banda Nawaz.*

اے دل تاریک را از لطفِ خود پر نور کن
جانِ من قربان تو اے سید گیسو درازؒ

حضرت مخدوم گیسو دراز ہندوستان کے ثقہ بزرگان چشت میں شامل ہیں۔

"سید محمد نام، ابوالفتح کنیت اور صدر الدین گیسو دراز لقب تھا۔ عام طور پر خواجہ بندہ نواز گیسو دراز کے نام سے مشہور ہیں۔"(۱)

حضرت بندہ نوازؒ کا شجرہ اٹھارہ واسطوں سے حضرت علیؓ سے جاملتا ہے۔

ان کے والد سید محمد یوسف المعروف شاہ راجو قتال ۱۳۳۵ء میں اپنے اعزاء کے ساتھ دولت آباد تشریف لائے۔ اس ہجرت میں حکومتی ارکان کے ساتھ ساتھ مشاہیر زمانہ صوفیا اور مشائخ نے بھی ہجرت کی تھی۔

حضرت سید محمد حسینی گیسو درازؒ ۷۲۱ھ میں بمقام دہلی پیدا ہوئے۔ اوائل عمر میں ہی دولت آباد تشریف لائے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد اور نانا سید علاؤ الدین میر میراں، مولانا افتخار الدین کرچھی اور حضرت شیخ معین الدین گنج العلم سے حاصل کی۔

حضرت برہان الدین غریب آپ کے والد کے پیر بھائی تھے۔ والد صاحب کے وصال کے بعد بھی حضرت گیسو درازؒ حضرت برہان الدین غریبؒ کی محافل میں شریک ہوتے رہے اور سلوک کی منازل طے کرتے رہے۔

ایک مرتبہ حضرت برہان الدین غریبؒ نے فرمایا کہ تم کو نعمتِ توحید و عرفان شیخ نصیر الدین محمود قدس سرہ سے ملے گی جو دہلی میں مقیم تھے۔ تو آپؒ نے فرمایا کہ کہاں میں اور کہاں دہلی...! مگر اس کی سبیل یوں بنی کہ آپ کی والدہ کی ماموں سید ابراہیم ملک الامراء جو کہ دولت آباد میں صوبیدار تھے سے شک رنجی ہو گئی۔ آپؒ کی والدہ اپنے دونوں بچوں سمیت ۷۳۶ھ میں دہلی چلی آئیں۔ بحکم مرشد یہاں آپ شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی سے بیعت ہوئے اور علوم باطنی میں کمال حاصل کیا جبکہ علوم ظاہری کے تحصیل کے لیے شیخ شرف الدین کیتھلی، قاضی عبد المقتدر، تاج الدین بہادر دہلوی اور مولانا عماد الدین تبریزی جیسے اساتذہ سے اکتساب فیض کیا۔ پیر نصیر الدین چراغ دہلوی کے خلیفہ اعظم کے منصب پر فائز ہوئے اور حضرت چراغ دہلوی کے وصال کے بعد بھی تقریباً چوالیس سال تک دہلی میں درس و تدریس اور رشد و ہدایت میں مصروف رہے۔

سلطان تیمور کے ہندوستان پر حملہ سے قبل ۸۰۱ھ میں عازم دکن ہوئے۔ فیروز شاہ بہمنی کے حکم پر دولت آباد میں آپ کا شاندار استقبال کیا گیا۔ آپ کے مریدین کی تعداد ہزاروں میں تھی۔ آپؒ کی ہی دعا سے سلطان احمد شاہ بادشاہ بنا۔ قاسم فرشتہ لکھتا ہے:

> "۸۲۵ھ میں احمد شاہ بادشاہ بن گیا اور اس طرح حضرت گیسو درازؒ کی بشارت درست ثابت ہوئی۔"[۲]

مزید محمد قاسم فرشتہ اپنی تاریخ میں رقم طراز ہیں کہ:

> "احمد شاہ نے حضرت گیسو درازؒ کے لیے شہر کے نزدیک ایک عظیم الشان عمارت بنوائی اور اس وقت جب سلطنت بہمنیہ، عادل شاہی سلاطین کے ہاتھوں میں آگئی تب بھی

احمد شاہ نے جو قصبات اور جاگیریں وغیرہ حضرت گیسو دراز کے لیے وقف کرائی تھیں
وہ ان کے خاندان کو برابر ملتی رہیں۔"[۳]

دکن کے باشندے حضرت گیسو دراز سے بے حد عقیدت رکھتے تھے۔

"سلطان احمد شاہ کی تخت نشینی کے ایک ماہ بعد ۱۶ ذی العقدہ ۸۲۵ھ کو انتقال
فرمایا۔"[۴]

آپ نے ۱۰۴ سال کی عمر میں رحلت کی۔ آپؒ نے زندگی کا ہر لمحہ احکام خدا کی بجا آوری اور انسانیت کی فلاح کے لیے رشد و ہدایت میں گزارا۔ اس حوالے سے آپ نے اپنے مریدین کی ہدایت کے لیے دکنی زبان بھی استعمال کی۔ آپ علم تصوف، حدیث اور سلوک کا درس دیا کرتے جو مریدین طلباء عربی اور فارسی سے ناواقف تھے۔ ان کو ان کی عام زبان میں سمجھاتے۔ یہ امر متحقق ہے کہ دکن میں اس وقت عام طور پر اردو زبان مروج تھی۔

"مریدین کی فرمائش پر آپ نے چھوٹے چھوٹے متعدد رسالے دکن میں تصنیف
فرمائے۔"[۵]

سید محمد اکبر حسینی نے اپنے والد بزرگوار سید محمد حسینی بندہ نواز گیسو دراز کے ملفوظات کو
"جوامع الکلام" کے نام سے مرتب کیا ہے۔"[۶]

آپ کثیر التصانیف ہیں مگر آپ کی زیادہ تر تصانیف فارسی زبان میں ہیں۔ آپ نے دکنی زبان میں سات مقولے ارشاد فرمائے جس کی شرح ان کے ایک مرید نے لکھی ہے اور اس مجموعے کا نام "ہفت اسرار" رکھا ہے۔ ذیل میں ان کے چند ایسے فرمودات کا ذکر کریں گے جو آپ کی تعلیمات کا نچوڑ ہیں۔

۱۔ "جز یادِ دوست ہر چہ کنی عمر ضایع است" [۷]

ترجمہ: محبوب کی یاد کے بغیر جو عمر گزری وہ رائیگاں ہے۔

۲۔ کفر کافر را و دین دیندار را... ذرہ دروت دلِ عطار را۔[۸]

ترجمہ: کافر کے کفر اور دین دار کے دین دونوں نے عطار کے دل کو ایذا پہنچائی ہے۔

۳۔ گر یار نہی کند قبولت... خود را ستم بزلف او بند
بر ور بینتم گر از خانہ برانند۔[۹]

کہتے ہیں! اگر تمہارا دوست تمہیں قبول نہیں کرتا تو بھی تم اس کو ظلم نہ سمجھو میں اس دروازے پر موجود ہوں اگر چہ محبوب نے اپنا گھر بند کر دیا ہے۔ عشق اور سلوک میں محبوب کی مرضی ہی سر آنکھوں پر ہوتی ہے۔ گویا "میں نہ دامنی چھوڑوں گا تم نے اگر چھوڑا مجھے" خدا کی رضا ہی میں راضی رہو۔

ایک مرتبہ خواجہ بندہ نوازؒ نے قاضی علم الدین بہروچی کو تحریر فرمایا...

"ملائکہ نے خدا سے عرض کی کہ ہم کو انسان کے شر و فساد کی تاب نہیں ہے، ندا آئی۔

"لیس فی الحب مشاورہ"

تو چہ گویم کہ تو مجنوں نہ است..."(۱۰)

ترجمہ: محبت میں مشورہ نہیں ہوتا۔ میں تمہیں کیا بتاؤں کہ تو مجنوں نہیں ہے... (اگر تو مجنوں ہوتا تو اسرارِ عشق اور آدابِ عشق سے واقف ہوتا۔)

ایک مرید کو عشق کا نچوڑ ان الفاظ میں بتاتے ہیں کہ:

حال عشقش سر سخن بیش نیست

سوختم و سوختم و سوختم (۱۱)

ترجمہ:

عشق کا حامل تین کلمات ہیں۔ میں جل چکا، میں جل چکا، میں جل چکا۔ گویا ذات کی نفی ہی عشق کا حاصل ہے۔

مکتوباتِ حضرت ابو الفتح علاؤ الدین قریشی (مطبوعہ) میں مولانا نظام الدین محقق کو تحریر فرمایا کہ:

صورت خوب تر از نسخہ اوست... یعنی خلق آدم علی صورت

باز خوان و ببیں تقابل کن۔ (۱۲)

ترجمہ:

شکل بیان سے زیادہ خوبصورت ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی شکل میں پیدا فرمایا۔ کہ جب خدا نے خود کو دیکھنا چاہا تو آدم کو تخلیق کیا۔

سلطان وقت کے ملازم ملک عزیز الدین اور ملک شہاب الدین کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

مراد اہل طریقت لباسِ ظاہر نیست

کمر بخدمت سلطان بہ بند و صوفی باش (۱۳)

ترجمہ:

اہل طریقیت سے مراد محض ان کا لباس ظاہری نہیں، بلکہ طریقت یہ ہے کہ بادشاہوں کی خدمت سے باز آؤ اور صوفی بنو۔ خلاف شرع کوئی کام نہ کرو۔ بادشاہوں سے بے نیاز ہو کر اللہ کی طرف آؤ۔

سالکین کو راہ سلوک میں جلد بازی سے باز رکھنے اور صبر کی تلقین کے لیے فرماتے ہیں:

اندک اندک علم گیر دواں گہے گویا شود

قطرہ قطرہ جمع گر دوواں گہے دریا شود (۱۴)

تھوڑا تھوڑا علم حاصل کرتے رہو اور اس کی تلقین کرتے رہو۔ قطرہ قطرہ جمع ہو کر ہی دریا بنتا ہے۔

خواجہ بندہ نوازؒ مریدین کو جہاں اشعار کی ضرورت ہوتی وہاں اشعار میں سلوک کی تعلیم دیتے جہاں زبان فارسی سے کام نہ چلتا وہاں دکنی زبان میں بھی توحید و معرفت کا پیغام دیتے نظر آتے۔

"انسان کے بولنے کو پانچ تن۔ ہر ایک تن کوں پانچ دروازے ہیں۔ ہور پانچ دربان ہیں۔ پہلا تن واجب الوجود، مقام اس کا شیطانی۔ نفس اس کا امارہ یعنی واجب کی اتک سوں غیر نہ دیکھنا سو۔ حرص کے کان سوں غیر نہ سننا سو۔ حسد تک سوں بدبوی نہ لینا سو۔ بغض کی زبان سوں بدگوئی نہ کرنا سو۔ کنیا کی شہوت کی غیر جاگانہ خرچنا سو۔ پیر طبیب کامل ہونا، نبض پچھان کوں دوا دینا۔"(۱۵)

یہ ملفوظات اس بات کی دلیل ہیں کہ:

خواجہ بندہ نواز گیسو درازؒ ہندی سے کماحقہ واقف تھے۔

حضرت خواجہ بندہ نواز نے اس عہد کی مروجہ اصناف میں سالکین کی تربیت کے لیے جس فلسفہ فکر کو اجاگر کیا وہ آج بھی کشودِ قلوب کا باعث ہیں۔ انھوں نے چکی نامہ، سہیلا، بارہ ماسہ اور حقیقت (۱۶) جیسی اصناف میں طبع آزمائی کی۔

دیکھو واجب تن کی چکی... پیو چاتر ہو کے سکی

سو کن ابلیس کھینچ کھینچ تھکی... کہے یا بسم اللہ، اللہ ہو (۱۷)

اکبر الدین صدیقی "بجھتے چراغ" میں لکھتے ہیں:

"جب حضرت خواجہ نواز گیسو درازؒ دکن تشریف لائے تو آپ نے نہ صرف دکن کی عام زبان (دکنی) میں وعظ بیان فرمایا اور رسائل املا کرئے بلکہ "سہیلا" یعنی خوشی کے گیت بھی لکھے۔ جو محفل سماع میں گائے جاتے تھے۔"(۱۸)

اللہ میں تج باج کیوں رہوں یک تِلا... شاہ کا بیر اجا ہید ان میرے کئے ہاں
منتاں کرتے جنم سب گیا... بیگی ملا لیو، کرو ہم پہ میا(۱۹)

خواجہ بندہ نواز فرماتے تھے کہ سماع گداز قلب کا ذریعہ ہے۔ ان کی لفظیات اس زمانے کے ہندو صوفی سنتوں یا عام لوگوں کی زبان سے قریب تر ہے۔ ان اشعار ہی سے جن اشعار میں شاعر نے اپنا یا مرشد کا نام لیا ہو وہی اشعار حقیقتاً قابل یقین معیار کے حامل ہیں۔

خواجہ نصیر الدین تن میں تھڑے رچن... ہاں تن میں ٹھہر کے رچن دِہ(۲۰)

خواجہ نصیر الدین، حضرت گیسو درازؒ کے مرشد تے اس شعر میں فنافی المرشد ہونے کی تمنا کی جا رہی ہے۔ ذیل میں حقیقت کی مثال دیکھتے ہیں:

اٹھنا سہا گن سیجا سے تیر الالہ نہ جاگے
مخفی جاگا تھا سیجاتے، ظاہر جاگا انوار، ظاہر جاگا انوار
سوتی تھی میں بھر نیندوں میں، اللہ، سوتی تھی میں بھر نیندوں میں
حسینی توماں جگائے، شاہ باز توماں جگائے، حسینی توماں جگائے
اٹھنا سہا گن سیجا سے تیر الالہ نہ جاگے۔(۲۱)

جہاں امتیاز علمی و عینی بھی نہ تھا۔ اس کے بعد امتیاز علمی و عینی پیدا ہوا... تو نے مجھے عالم شہود میں جلوہ گر کر دیا۔ ورنہ میں تو علم الٰہی میں محو خواب تھا۔ تیرے اشتیاق ظہور نے مجھے جگا دیا۔

اول اللہ تھا قدیم... گنج مخفی میں آپ مقیم

ترجمہ: میں مرتبہ غیب الغیب میں ایک گنج مخفی کی حیثیت رکھتا تھا۔

خواجہ بندہ نواز گیسو درازؒ کی تعلیمات مینارہ اشد وہدایت ہیں۔ آپؒ نے علم و آگہی کا جو چراغ دکن میں روشن کیا تھا۔ اسے آپ کے اخلاف و مشاہیر علماء و صوفیا نے روشن تر کیا جس کی ضیا سے آج سارا عالم فیض یاب ہو رہا ہے۔

آپ نے ۱۶ ذیقعدہ ۸۲۵ھ میں وصال فرمایا۔ آپ کا عرس مبارک ہر سال ۱۶ ذیقعدہ گلبرگہ گرشریف (دکن) اور حیدر آباد کالونی کراچی میں خاص اہتمام سے منایا جاتا ہے جو آپ کی تعلیمات کے آج تک زندہ ہونے کی دلیل ہے۔

حوالہ جات

۱۔ تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان وہند، پنجاب یونیورسٹی پریس، ۲۰۰۹ء، ج اول، لاہور، ص ۱۶۵
۲۔ محمد قاسم فرشتہ، مترجم مولوی محمد فدا علی، ۲۰۱۲ء مشتاق بک کارنر، لاہور، ص ۱۱۶
۳۔ ایضاً
۴۔ ایضاً
۵۔ شمس اللہ قادری زور، اردوئے قدیم، ۱۹۳۰ئ، نورل کشور پریس، لکھنو، ص ۴۲
۶۔ تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان وہند، ص ۱۰۳
۷۔ سخاوت مرزا، خواجہ بند نواز قدس سرہ، مقالہ، مشمولہ سب رس، شمارہ ۱۱، اکتوبر ۱۹۸۰ء، ص ۴۴
۸۔ ایضاً، ص ۴۴
۹۔ ایضاً، ص ۴۴
۱۰۔ ایضاً، ص ۴۵
۱۱۔ ایضاً، ص ۴۵
۱۲۔ ایضاً، ص ۴۵
۱۳۔ ایضاً، ص ۴۶
۱۴۔ ایضاً، ص ۴۶
۱۵۔ عبدالحق، مولوی، اردو کی ابتدائی نشوونما میں صوفیائے کرام کا کام، انجمن ترقی اردو پاکستان، کراچی، ۱۹۹۳ء، ص ۲۳
۱۶۔ حقیقت اس گیت کو کہتے ہیں جس کا موضوع تصوف ہو اور مختلف راگ راگنیوں میں کہا جائے جیسے ”حقیقت دھنا مری“ یا ”حقیقت عام کلی“ وغیرہ۔
۱۷۔ تبسم کاشمیری، ڈاکٹر، اردو ادب کی تاریخ، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۶ء، ص ۸۹

۱۸۔ سیدہ جعفر، گیان چند، تاریخ ادب اردو، ج دوم، قومی کونسل برائے فروغ زبان اردو، نئی دہلی، ص ۵۶

۱۹۔ یا اللہ میں تیرے بغیر ایک پل کیسے چین سے رہوں، تیرے آستانے کا محافظ مجھے اندر نہیں جانے دیتا۔ ساری زندگی گزر گئی منتیں مانتے، محبت کا تقاضہ ہے کہ جلدی ملنے کی تدبیر کرو۔

۲۰۔ سخاوت مرزا، حضرت گیسو درازؒ کے چند ہندی گیت، (مقالہ) قومی زبان، ج ۲۴، جولائی ۱۹۶۳ء

۲۱۔ ایضاً، ص ۲۱